فکرِ اقبال میں خواتین کا مقام

عظمیٰ یاسین
پی ایچ ڈی اسکالر (اردو)
ادارہ اردو زبان و ادبیات، جامعہ پنجاب، لاہور

STATUS OF WOMEN IN IQBAL'S THOUGHT

Uzma Yasin
PhD Scholar (Urdu)
IULL, University of the Punjab, Lahore

Abstract

Allama Muhammad Iqbal is our national poet. He infused a new spirit into his nation through his life-giving poetry. He composed on almost all issues essential for the revival of the Muslims of the Subcontinent. He not only addressed the youth in his works but also womenfolk. He emphasized the vibrant role of women in building a God-fearing and prosperous society. The article focuses on the important role and status of womenfolk as expressed in Iqbal's poetry.

Keywords:

علامہ اقبال، امامت، تفہیم، مساوات، ہمہ گیریت، سیرت، قلبِ حیات، زن، مخلوط تعلیم

عورت ایک ایسا موضوع ہے جس پر ہر دور کے مفکروں اور دانش وروں نے اپنے اپنے انداز میں اظہارِ خیال کیا ہے۔ اس کی ذات ہر دور اور ہر زمانے میں اہم موضوعِ بحث بنی رہی ہے اور تقریباً ہر زمانے کے اہلِ فکر و نظر نے اس موضوع پر طبع آزمائی کر کے اپنے افکار و خیالات پیش کیے ہیں۔ فلسفیوں نے فلسفے کی گہرائی میں ڈوب کر اور شعرا نے رنگینیوں اور رعنائیوں کی فضا میں پرواز کرتے ہوئے اسے بیان کیا۔ زیادہ تر شاعروں نے صنفِ نازک کے مسائل کا کوئی حل تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی بل کہ ہمیشہ اس کو ایک پھول کی طرح اپنے دل میں بسایا اور کبھی اسے گلاب کی پنکھڑی اور کبھی آنکھوں کا سرور قرار دیا۔ عورت کو ہمیشہ شمع محفل جانا۔ اس جمالیاتی اور رومانی تناظر نے شاعری کی دنیا میں عورت اور اس کے گوناگوں مسائل کو زیرِ بحث نہ آنے دیا۔ کسی نے اس کو سرورِ زندگی کہا کسی نے اس کی شان میں قصیدہ خوانی کی۔ غرض خواتین کے موضوع پر جس قدر مدح سرائی کی گئی ہے، شاید ہی دنیا میں کسی اور موضوع پر کی گئی ہو۔ ہند کے متعلق تو اقبال نے بجا رائے دی ہے:

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس

آہ! بے چاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار(۱)

علامہ اقبال (۱۹۳۸۔۱۸۷۷ء) ایک ایسے شاعر اور مفکر کی حیثیت رکھتے ہیں جنھوں نے ''صنفِ نازک'' کی مدح سرائی نہیں کی بل کہ اس موضوع پر غور و فکر کیا۔ اقبال کی شاعری اور فکر میں ایک وقت میں صرف مسلمان قوم سے مخاطبت کے باوجود وسیع النظری اور ہمہ گیری موجود ہے۔ اقبال کا پیغام برصغیر کے لوگوں کے لیے ہی نہیں تھا انھوں نے حیات انسانی کے جن نکات پر قلم اٹھایا اس کا محور و مرکز نوجوان مرد و خواتین ہیں۔ اس لیے اقبال وجودِ زن کو تصویرِ کائنات کے رنگوں میں ناگزیر سمجھتے ہیں:

خواتین اقبال کی شاعری کا ایک ایسا موضوع رہی ہیں جس کے حوالے سے رائے دیتے ہوئے اکثر شارحین و مفسرین اقبال لکھتے ہیں:

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ

اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

شرف میں بڑھ کر ثریا سے مشتِ خاک اس کی

کہ ہر شرف ہے اسی درج کا درِ مکنوں(۲)

عورت کے موضوع پر لکھتے ہوئے اقبال جذبات کے دھارے میں نہیں بہہ گئے بل کہ انھوں نے سنجیدگی سے اس کے تمام وجودی، سماجی اور نفسیاتی مسائل پر غور کیا۔ اقبال کے تمام افکار و خیالات گہری فکر کا نتیجہ ہیں۔ علامہ محمد اقبال شاعر انسان ہیں اور لفظ ''انسان'' میں مرد و عورت کی تخصیص نہیں۔ اقبال نے جہاں ''مرد مومن'' اور ''مرد کامل'' کی مداحی کی، وہاں ''عورت'' کے تصور و مقام کو بھی اپنی شاعری اور نثر میں نمایاں جگہ دی کیوں کہ معاشرے کی تشکیل مرد و عورت دونوں کے وجود سے ہے اور اس کی تخلیق نظامِ کائنات کی تخلیق ہے۔ روزِ اول سے زندگی، مسرت اور اطمینان کے جتنے بھی شعبے قرار دیے گئے، ان تمام شعبوں کا واحد مرکز '' عورت'' کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔

۱۹۰۴ء میں مخزن (لاہور) میں '' قومی زندگی'' کے نام سے اقبال کا ایک مضمون شائع ہوا۔ اس میں نسوانی مسئلوں کے ضمن میں بہ جا طور پر کہتے ہیں:

> عمومیات کو چھوڑ کر اگر خصوصیات پر نظر کی جائے تو عورتوں کی تعلیم سب سے زیادہ توجہ کی محتاج ہے۔ عورت حقیقت میں تمام تمدن کی جڑ ہے۔(۳)

اقبال نے اپنی نظم و نثر میں ہر جگہ عورت کا ذکر کیا ہے ان کے افکار و ابلاغ میں صنفِ نازک کے متعلق ہمیشہ عزت اور احترام کے پاکیزہ جذبات ملتے ہیں۔ بے شک اسرارِ حیات کی گرہیں عورت کی محبت بھری نظروں میں ہیں۔ کائنات کی تمام ممکنات اسی کے درد بھرے دل میں موج زن ہیں۔ اقبال جو نبضِ کائنات کی ہر تڑپ اور قلبِ حیات کی ہر دھڑکن کو محسوس کرتے ہیں، عورت کے صحیح مقام، اس کی ذمہ داری اور اس کی فطری صلاحیتوں کو نہایت خوبی سے بیان کرتے ہیں۔

اقبال کے کلام میں عورت کی جو عظمت ہے، اس میں ''ماں'' کو بڑا مقام حاصل ہے۔ انھوں نے امومت کو رحمت کہا ہے اور اسے فیضانِ نبوت کے زیرِ سایہ قرار دیا ہے۔ ماں کی شفقت کو وہ پیغمبرانہ شفقت کے قریب کہتے ہیں۔ ماں کے احساس، تربیت اور توجہ سے بھی اقوام کی سیرت سازی ہوتی ہے اور ایک ملت وجود میں آتی ہے۔ اقبال کے نزدیک عورت بڑی عظمت کی حامل ہے، خود امت کا مادہ ''ام'' ہے جس کے معنی ماں کے ہیں۔ چوں کہ بچوں کی پرورش و تربیت کا اساسی فریضہ مائیں انجام دیتی ہیں، اس لیے قوم کو ماں سے خصوصی نسبت حاصل ہے:

ہست اگر فرہنگ تو معنی رسی
حرفِ امت نکتہ ہا دارد بسی(۴)

ترجمہ: اگر تیری سمجھ کو معانی تک رسائی حاصل ہے، تو لفظ امت ہی کے اندر بہت سے نکات پوشیدہ ہیں۔

بانگ درا میں اقبال کا اپنی والدہ کی وفات پر ایک درد ناک اور اثر انگیز مرثیہ بہ عنوان ''والدہ مرحومہ کی یاد میں'' شامل ہے جسے پڑھ کر آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگتے ہیں۔ ماں کی مہر و محبت اور تربیت و پرورش کی جاں فشانی کی کتنی جیتی جاگتی تصویر کھینچی ہے:

دفتر ہستی میں تھی زریں ورق تیری حیات
تھی سراپا دین و دنیا کا سبق تیری حیات
عمر بھر تیری محبت میری خدمت گر رہی
میں تیری خدمت کے قابل جب ہوا تو چل بسی(۵)

اقبال کے کلام میں عورت سے عشق بہت کم ہے۔ اقبال نے جن نسوانی کرداروں کا ذکر کیا ہے، ان میں بیشتر مذہبی یا تاریخی اہمیت کی حامل شخصیات ہیں۔ حضرت حوّا علیہا السلام، حضرت ہاجرہؓ، حضرت فاطمۃ الزہرا، فاطمہ بن عبداللہؓ، ام عمرو، خاتونِ طے، شرف النساء وغیرہ۔ کچھ خواتین علامہ کے خاندان سے ہیں جیسے امام بی بی (والدہ اقبال)، سردار بیگم (زوجہ اقبال) وغیرہ۔ ان کی نگاہوں میں حضرت فاطمۃ الزہرا کا مقام نہایت ارفع ہے وہ خواتین کو ان کے اسلوبِ زندگی میں ڈھلنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کا کردار ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

مزرع تسلیم را حاصل بتول
مادراں را اسوۂ کامل بتول
بہر محتاجے دلش آن گونہ سوخت
با یہودے چادر خود را فروخت
نوری و ہم آتشی فرمانبرش
گم رضایش در رضائے شوہرش
آں ادب پروردۂ صبر و رضا
آسیا گردان و لب قرآں سرا(٦)

ترجمہ: حضرت فاطمہ تسلیم کی کھیتی کا حاصل ہیں۔ آپ مسلمان ماؤں کے لیے اسوۂ کامل بن گئیں، ایک محتاج و مسکین کی حالت پر اُن کو اس قدر ترس آیا کہ اپنی چادر یہودی کو بیچ ڈالی۔ نوری اور آتشی

سب آپ کے فرماں بردار تھے۔ آپ نے اپنی رضا کو شوہر کی رضا میں گم کر دیا تھا۔ آپ نے صبر و رضا کی ادب گاہ میں پرورش پائی تھی۔ ہاتھ چکی پیستے اور لبوں پر قرآن کی تلاوت ہوتی تھی۔

اقبال کی شاعری میں عورت کا جو تصور پیش کیا گیا ہے وہ مشرقی آداب واقدار کی پابند جدید عورت کا تصور ہے۔ اقبال کی نگاہ میں خواتین کا مقام نہایت اعلیٰ ہے وہ جہاں بھی موقع پاتے ہیں، انھیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ ان کی خوبیوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ مرد اور عورت کی مکمل مساوات کے قائل نہ تھے۔ '' ملتِ بیضا پر عمرانی نظر'' مقالے میں اظہار خیال فرماتے ہوئے لکھا:

> میں مرد اور عورت کی مساوات کا حامی نہیں ہوں۔ قدرت نے ان دونوں کے تفویض جدا جدا خدمتیں کیں اور ان فرائض جداگانہ کی صحیح اور باقاعدہ انجام دہی خانوادۂ انسانی کی صحت اور فلاح کے لیے لازمی ہے۔(۷)

یوں اقبال عورت کے بہ حیثیت عورت اور مرد کے بہ حیثیت مرد خاص علیحدہ فرائض کے حامی ہیں۔ یہ فرائض جداگانہ نوعیتوں کے ہیں مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ عورت ادنیٰ ہے اور مرد اعلیٰ، فرائض کا یہ تنوع مختلف وجوہات کی بنا پر ہے۔ جہاں تک مساوات کا تعلق ہے، اسلام میں مرد و زن میں کوئی فرق نہیں۔ شرفِ انسانیت میں دونوں ہم پلہ ہیں۔ تمدنی ضروریات کی وجہ سے فرائض میں اختلاف ہے۔ اقبال کے بیان سے بھی یہ ظاہر ہے کہ وہ مردوں کو عورتوں کا محافظ قرار دیتے ہیں، اسی فریضۂ حفاظت کے لیے وہ مردوں کو عورت پر برتری دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ قوم اور ملت کے مردوں کا اوّلین فریضہ اپنی عورتوں کی حفاظت کرنا ہے:

نے پردہ ، نہ تعلیم ، نئی ہو کہ پرانی
نسوانیت زن کا نگہباں ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد(۸)

اقبال خواتین کی ذہنی، معاشرتی اور ثقافتی غلامی پر بھی کڑھتے ہیں اور بعض اوقات مرد کی بے جا فرماں برداری سے عورت کا دل مغموم ہو جاتا ہے جس پر وہ یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں:

میں بھی مظلومیِ نسواں سے ہوں غم ناک بہت
نہیں ممکن مگر اس عقدۂ مشکل کی کشود(۹)

عورت کی تعلیم کے حوالے سے اقبال اتنی ہی تعلیم کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جس سے ان کے دینی اور دنیوی مسائل حل ہو سکیں اور فرائضِ منصبی کی بجاآوری میں کوتاہی نہ پیدا ہو جائے۔ جس تعلیم سے عورتوں کی نسوانیت پر آنچ آئے، اقبال ایسی تعلیم سے بے زار ہیں:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نا زن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت(۱۰)

اقبال عورتوں کی تعلیم کو بہت ضروری خیال کرتے تھے اور وہ تعلیم کے سلسلے میں عورتوں کو مساوی حقوق دینے کے علم بردار تھے۔ البتہ اقبال مرد و زن کی مخلوط تعلیم کے حق میں نہ تھے۔ وہ عورتوں کی تعلیم کو دینی تعلیم و تربیت کے ساتھ مشروط کرنے پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں:

بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت(۱۱)

اقبال کے نزدیک پردہ عورت کی بہترین خوبی ہے۔ اس موضوع پر اقبال اپنی فکر کا ان الفاظ میں اظہار کرتے ہیں:

> ہندوستان میں پردے پر سخت زور دیا جانا اخلاقی وجوہ پر مبنی ہے چوں کہ اقوام ہندوستان نے اخلاقی لحاظ سے کچھ بہت ترقی نہیں کی، اس واسطے اس دستور کو یک قلم موقوف کر دینا میری رائے میں قوم کے لیے نہایت مضر ہوگا۔(۱۲)

پردے سے اقبال کی مراد شرم و حیا کی پاس داری اور بے گانہ مردوں سے غیر ضروری میل جول سے اجتناب ہے۔ جہاں تک آزادیِ نسواں کا تعلق ہے، اس بارے میں بھی وہ محتاط نظر آتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس آزادی کے پس منظر میں مغربی تہذیب کا بڑھتا ہوا سیلاب دیکھ رہے تھے۔ عورتیں ان کے یہاں ایک آزاد اور زندہ روح کا نام نہیں بل کہ روایات اور اصولوں میں جکڑی ہوئی ہے۔ وہ آزادیِ نسواں کے ایک حد تک حامی تھے۔ اقبال کو اندیشہ تھا کہ کہیں آزادی عورت کو مادری فرائض سے دور نہ کر دے۔ تہذیب جدید کی آزاد اور بے قید و بند عورت بے حد تیزی سے جس طرف جا رہی ہے، اقبال عورت کی اس ''ترقی جدید'' کو مستقبل کے لیے انتہائی خطرناک خیال کرتے ہیں۔ اقبال خود لکھتے ہیں:

مغربی دنیا میں جہاں نفسی نفسی کا ہنگامہ گرم ہے اور غیر معتدل مسابقت نے ایک خاص قسم کی اقتصادی حالت پیدا کر دی ہے، عورتوں کا آزاد کر دیا جانا ایک ایسا تجربہ ہے جو میری دانست میں بھی بجائے کامیاب ہونے کے الٹا نقصان رساں ثابت ہو گا۔(۱۳)

اقبال کہتے ہیں کہ جس قوم نے عورتوں کو بے بند و بار آزادی دی، وہ کبھی نہ کبھی اپنی غلطی پر ضرور پشیمان ہوئی ہے۔اقبال اس اہم اور حسّاس موضوع پر بھی میانہ روی کے قائل تھے،اس لیے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر قوم کی اخلاقی حالت پھر ایسی ہو جائے جیسی کہ ابتدائے زمانہ اسلام میں تھی تو اس کے زور کو بہت کم کیا جا سکتا ہے اور قوم کی عورتوں کو آزادی سے افرادِ قوم کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے کی عام اجازت ہو سکتی ہے۔

پردے کے حوالے سے اقبال کے متوازن خیالات اس تحریر سے واضح ہوتے ہیں:

حجاب دراصل ذہن کے خاص رویے کا نام ہے۔اس ذہنی رویے کی تقویت کے لیے بعض ٹھوس طریقے اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے ان طریقوں کا انحصار ہر قوم، عہد اور ملک پر ہوتا ہے۔(۱۴)

اقبال عورت کے لیے تعلیم بھی ضروری قرار دیتے ہیں کہ بہ طور ماں دنیا کے ہر بڑے فلسفی، مصلح اور تخلیق کار کی تربیت کرتی ہے:

مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں(۱۵)

اقبال ایک سماجی مصلح کی حیثیت سے جب خواتین کا مقام متعین کرتے ہیں تو تہِ دل سے اس کی تعلیم، آزادی، ترقی اور شرف کے قائل دکھائی دیتے ہیں۔کلام اقبال اور فکر اقبال کی روشنی میں خواتین کی نمائندگی اور مثالی عورت کا تصور، حضرت فاطمۃ الزہرا کا کردار ہے جو مثالی بیٹی، بیوی اور ماں کا ہے۔ اقبال مسلم ماؤں کے لیے سیدۃ النساحضرت فاطمۃ الزہرا کو اسوہ کامل قرار دیتے ہیں جو تقوی، صبر و تسلیم اور استغنا کا مجسمہ تھیں۔ان کی مقدس و معصوم سیرت و کردار، اطاعت، سادگی، جفاکشی اور ایثار پسندی کے لیے اقبال کا یہ شعر ان کی شخصیت کے نمایاں ترین پہلو کو سامنے لاتا ہے۔

آں ادب پروردۂ صبر و رضا
آسیا گردان و لب قرآن سرا(۱۶)

اقبال خواتین کو اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرتا دیکھنا چاہتے تھے۔ اقبالیاتی فکر میں خواتین کا تصور مشرقی ہے جو ان کے نزدیک اعلیٰ معاشرتی و سماجی اقدار، بلند اخلاق اور مذہبی روایات کی پاس داری کی امین ہے۔ وہ تعلیم دین اور اسرارِ قرآن سے واقفیت رکھتی ہو گی تو بچوں کی تربیت اسی نہج پر کر سکے گی اور اس کو گود سے حامیانِ ملت پرورش پا کر دنیا میں نام پیدا کریں گے۔

جاوید نامہ میں شرف النساء(۱۷) کے کردار میں اس کی موت کے وقت کے جو اشعار ملتے ہیں وہ بھی ایسی عورت کا تصور سامنے لاتے ہیں جو اقبال کے نزدیک سماج میں بھرپور کردار ادا کرتی ہے:

وقتِ رخصت با تو دارم این سخن
تیغ و قرآن را جدا از من مکن
دل بہ آں حرفے کہ می گویم بنہ
قبر من بے گنبد و قندیل بہ
مومناں را تیغ با قرآں بس است
تربت ما را ہمیں ساماں بس است

ترجمہ: اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت میں آپ سے کہنا چاہتی ہوں کہ تلوار اور قرآن کو مجھ سے الگ نہ کرنا۔ میں جو کچھ عرض کر رہی ہوں آپ اس پر دلی توجہ دیں۔ میری قبر گنبد اور قندیل کے بغیر ہی اچھی رہے گی۔ مومنوں کے لیے دنیا و آخرت میں قرآن کے ساتھ تلوار ہی کافی ہے۔ لہذا میری قبر کے لیے یہ سامان کافی ہے۔ دونوں چیزیں میری قبر کے سرہانے رکھ دینا۔

اقبال خواتین کی اور ان کی رائے کی قدر اور تعظیم کرتے تھے۔ ابتدا میں جب ''جوابِ شکوہ'' اخبارات ورسائل میں شائع ہوا تو اس کا ایک بند یہ تھا:

قیس منت کش تنہائی صحرا نہ رہے
شہر کی کھائے ہوا بادیہ پیما نہ رہے
وہ تو دیوانہ ہے جنگل میں رہے یا نہ رہے
یہ ضروری ہے حجاب رخ لیلیٰ نہ رہے
شوق تحریر مضامین میں کھلی جاتی ہے
بیٹھ کر پردے میں بے پردہ ہوئی جاتی ہے(۱۸)

خاتون ارشد نے اس بند کے حوالے سے اقبال کو ایک خط تحریر کیا اور مودبانہ انداز میں لکھا:

> جناب والا رخ لیلیٰ کا بے حجاب ہونا یقینا قابل اعتراض ہے لیکن اس کا انشا پردازی میں حصہ لینا، مضمون نگاری کرنا بھی کیا آپ جائز نہیں رکھتے۔(۱۹)

اقبال کی نظمیں جب **بانگ درا** کے نام سے شائع ہوئیں تو انھوں نے یہ آخری شعر نکال کردوسرا شعر درج کیا۔ اب مطبوعہ صورت میں کہیں بھی یہ شعر موجود نہیں۔ ایک بڑا شاعر، عظیم مفکر، ذہین فلسفی اور ایک بڑا انسان ہی خواتین کی اس قدر عظمت کا احساس رکھتا ہے کہ ان کی دل آزاری یا اپنے افکار کی غلط تفہیم سے بچنے کے لیے اپنا شعر قلم زد کر دے۔ یہ اقبال ہی کی اقبال مندی ہے۔

اقبال نے اردو کے علاوہ فارسی کلام میں بھی عورت پر اظہار خیال کیا ہے۔ **ضرب کلیم**، **ارمغان حجاز**، **اسرارِ خودی**، **رموزِ بے خودی** اور **جاوید نامہ** (سخنے بہ نژادِ نو) میں عورت سے متعلق مختلف تصورات ملتے ہیں۔ **ضرب کلیم** میں عورت کے عنوان سے ایک پورا باب ملتا ہے جو نظموں پر مشتمل ہے۔ **ارمغان حجاز** میں دخترانِ ملت کے زیر عنوان آٹھ رباعیات ملتی ہیں۔ **رموزِ بے خودی** میں دو عنوانات اس مقصد کے لیے وقف کیے گئے ہیں۔ اقبال نے خواتین کے لیے بہت کچھ لکھا ہے جس کے لیے ہم اقبال کے شکر گزار ہیں۔

اقبال نے کبھی خواتین کو کیف شعر نہیں سمجھا۔ ان کی ساری شاعری میں قریب قریب عام مروج رومان کا فقدان ہے۔ موجودہ تہذیب نے رقص و موسیقی کو جو مناسبت خواتین سے دے رکھی ہے، اقبال اس کے مخالف ہیں۔ وہ ایسے سرور کے قائل ہیں جو ہمیشہ انسان کے دل میں برقرار رہے اور روح کو بالیدگی عطا کرتا رہے۔ وہ شاہین بن کر پہاڑوں کی چٹانوں میں بسیرا کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ اقبال نے ''فاطمہ بن عبداللہ'' عنوان کی نظم میں اس کے کام اور جذبے کو بہت سراہا۔ اس نظم سے اقبال کے ان خیالات سے آگاہی ہوتی ہے جو وہ عورت اور مرد کے متعلق رکھتے ہیں۔ اقبال نے اپنے نظریات کی روشنی میں عورت کی جو تصویر پیش کی ہے اس کا ایک رخ اگر ''والدۂ مرحومہ کی یاد میں'' ہے تو ایک رخ ''فاطمہ بنتِ عبداللہ'' ہے جو طرابلس کی جنگ میں غازیوں کو پانی پلاتے ہوئے شہید ہوئی۔ اسی طرح شرف النساء بھی اسی تصویر ہی کا ایک پہلو ہے اور حضرت زہرا بھی جو ایک انتہائی تاب ناک پہلو ہے۔ عبدالسلام ندوی (۱۹۵۵ـ۱۸۸۳ء) لکھتے ہیں:

> علامہ اقبال نے صنفِ لطیف کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، اس باب میں انھوں نے اسلام کی صاف اور سادہ تعلیمات کا اعادہ کر دیا ہے۔ (۲۰)

مختصر یہ کہ علامہ اقبال کی فکر میں خواتین کا مقام بہت بلند ہے۔ انھوں نے حضرت فاطمۃ الزہرا کا نمونہ خواتین کے سامنے رکھا تا کہ خواتین ان کی صفات کاملہ سے روشنی حاصل کر کے قوم کو ایک مرکز پر جمع کر سکیں۔ اقبال نے معاشرے میں اس کا مقام متعین کرنے کی کوشش کی بل کہ معاشرے میں اس کو ایک اہم حیثیت دی ہے۔ فکر اقبال کی رو سے خواتین ملت کی بقا و استحکام کی ذمہ دار ہیں۔ اس میں ہمت،

ولولہ، شجاعت، صداقت اور جوش عمل ہونا چاہیے کیوں کہ وہ بھی زندگی کو بہتر بنانے، اس کو سنوارنے اور نکھارنے میں مرد کے ساتھ برابر شریک ہوتی ہے۔ اس لیے خواتین کو بھی ان تمام منازل سے گزرنا پڑتا ہے جو انسان کو انسان کامل بناتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) علامہ محمد اقبال، ضرب کلیم، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۴ء)، ۱۲۹۔

(۲) ایضاً، ۹۴۔

(۳) تصدق حسین تاج (مرتبہ)، مضامین اقبال، (حیدر آباد: احمدیہ پریس چار مینار، ۱۹۴۳ء)، ۴۲۔

(۴) علامہ محمد اقبال، رموز بے خودی، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۴ء)،

(۵) علامہ محمد اقبال، بانگِ درا (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۴ء)، ۲۲۹۔

(۶) علامہ محمد اقبال، رموز بے خودی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۴ء)، ۱۵۳۔

(۷) خادم علی جاوید (مرتبہ)، اقبال اور عورت، (مکتبہ عالیہ لاہور: س ن)، ۱۵۲۔

(۸) علامہ محمد اقبال، ضرب کلیم (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۴ء)، ۹۶۔

(۹) ایضاً، ۹۷۔ (۱۰) ایضاً، ۹۲۔ (۱۱) ایضاً، ۹۶۔

(۱۲) تصدق حسین تاج (مرتب)، مضامین اقبال، (حیدر آباد: احمدیہ پریس چار مینار، ۱۹۴۳ء)، ۴۳۔

(۱۳) علامہ محمد اقبال، ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر، (لاہور: اقبال اکیڈمی ایبک روڈ انار کلی)، ۱۲۔

(۱۴) اقبال احمد صدیقی (مترجم)، علامہ اقبال تقریریں، تحریریں اور بیانات، (لاہور: اقبال اکیڈمی پاکستان، ۱۹۹۹ء)، ۲۱۵

(۱۵) علامہ محمد اقبال، ضرب کلیم، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۴ء)، ۹۴

(۱۶) علامہ محمد اقبال، رموز بے خودی، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۴ء)، ۱۵۳

(۱۷) شرف النسا بیگم نواب خان بہادر خان کی بیٹی تھیں جو شاہ عالم بادشاہ کے زمانے میں پنجاب کے گورنر تھے۔ شرف النسا بیگم نے محلات میں ایک چبوترا بنوا رکھا تھا۔ سیڑھی لگی رہتی تھی۔ بیگم کا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد روزانہ اس چبوترا پر بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتیں۔ مرصع تلوار پاس رکھی رہتی۔ تلاوت ختم کر چکتیں تو قرآن پاک بند کر کے اس کے پاس تلوار رکھ کر نیچے آ جاتیں۔ مرنے کے بعد وصیت کے مطابق بیگم کو اسی چبوترہ میں دفن کیا گیا اور قرآن شریف اور تلوار قبر پر رکھ دی گئی۔

(۱۸) علامہ اقبال، جاوید نامہ، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، س ن، طبع دوم)، ص ۱۸۳

(۱۹) یکتا امروہوی، اقبال خواتین کی نظر میں، (دہلی: کمال پرنٹنگ پریس، ۱۹۴۷ء)، ۸۱،

(۲۰) عبدالسلام ندوی، اقبال کامل، (لاہور: مکتبہ عالیہ ۱۹۶۷ء)، ۲۱۷

❖❖❖